WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارفؒ

سُورۃ الزلزال

نام : اسے سُورۃ "اِذَا زُلزِلَت" اور سُورت "زلزال" بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ۳۵ کلمے اور ایک سو اکتالیس حروف ہیں۔

نزول : اس کے نزول کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں حضرت ابن عباس، مجاہد اور عطاء کے نزدیک یہ مکی ہے۔ قتادہ اور مُقاتل نے اسے مدنی بتایا ہے لیکن سورت کے مضامین میں غور کیا جائے تو پہلے قول کی تائید ہوتی ہے۔

مضامین : خُدا فراموش انسان بڑی بے باکی اور بے حیائی سے زمین کے گوشے گوشے کو اپنے گناہوں سے داغ دار کرتا رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ یہ درخت، یہ پتھر، یہ خاک کے ذرّے گونگے بہرے ہیں۔ انہیں اس کے کرتوتوں کا احساس تک نہیں۔ لیکن یہ اُس کی نادانی ہے۔ جب قیامت کے جھٹکوں سے کرۂ زمین پھٹ جائے گا۔ اُس میں چھپی ہوئی سب چیزیں آشکارا ہو جائیں گی۔ اُس وقت زمین کے وہ درخت جن کی گھنی چھاؤں میں وہ دادِ عیش دیتا رہا اور وہ چٹانیں جن کی اوٹ میں وہ گناہوں کی بزمیں آباد کرتا رہا وہ چشم دید گواہوں کی طرح گویا ہو جائیں گے اور اُس کے اعمال کا کچا چٹھا کھول کر سامنے رکھ دیں گے۔ اس وقت اس کی آنکھ کھلے گی لیکن بے سُود!

اس وقت لوگ گروہ در گروہ پیش کیے جائیں گے ہر شخص کی ہر چھوٹی بڑی نیکی کا اجر اُسے ملے گا۔ اسی طرح ہر شخص کی ہر چھوٹی بڑی بُرائی کا نتیجہ بھی اُسے دیکھنا پڑے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۱۰-۴-۷۷

سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ الزلزال مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ — اس میں آٹھ آیات ہیں

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲

جب تھرتھرانے لگے گی زمین پوری شدت سے [1] اور باہر پھینک دے گی زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو [2]

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ

اور انسان (حیران ہو کر) کہے گا اسے کیا ہو گیا [3] اس روز وہ بیان کر دے گی اپنے سارے حالات [4] کیونکہ

[1] زوردار جھٹکے جو بار بار آئیں انہیں زلزلہ کہا جاتا ہے۔ علامہ راغب لکھتے ہیں التزلزل: الاضطراب وتکریر حروف لفظہ تنبیہ علی تکریر معنی الزلل۔ (مفردات) یعنی زلزل: مضطرب ہونے کو کہتے ہیں اور حروف کا تکرار جھٹکوں کے تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ زلزالھا ہم کیا اور شدت وقوت کے اظہار کے لیے ہے یعنی جب زمین زوردار جھٹکوں کے باعث پوری قوت کے ساتھ تھرتھرانے لگے گی۔

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو وقوع قیامت کے وقت آئے گا۔ اس کے باعث پہاڑ، لمبے لمبے درخت، اور بڑے بڑے محلات اور سنگین قلعے ریزہ ریزہ ہو کر پیوند زمین ہو جائیں گے اور بعض کا خیال ہے کہ نفخۂ ثانیہ کے وقت زمین پھر لرزے گی یہاں اس دوسرے زلزلہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ بعد والی آیت اس کو ترجیح دیتی ہے۔

[2] نفخۂ ثانیہ کے وقت جب زلزلہ آئے گا تو زمین کے بطن میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ اسے نکال کر باہر پھینک دے گی۔ سارے مردے جو اس میں دفن ہوتے رہے وہ جس حالت میں ہوں گے، باہر نکل آئیں گے۔ اگر ان کے ذرے منتشر ہو کر زمین کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہوں گے تو ان کو بھی یکجا کر دیا جائے گا۔ جو معدنیات، بیش بہا خزانے اور ذخائر اس میں مستور ہوں گے، سب ظاہر ہو جائیں گے۔

[3] انسان سے مراد یہاں وہ انسان ہے جو قیامت کا شدت سے انکار کیا کرتا تھا۔ صدہا دلائل سن لینے کے باوجود اس کا دل اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ جب وہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے دیکھے گا تو حیران و ششدر رہ جائے گا۔ فرط حیرت سے پوچھے گا یہ کیا ہو رہا ہے۔ سورۂ یٰسین میں ہے من بعثنا من مرقدنا یعنی ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا ہے۔ اہل ایمان جنہیں وقوع قیامت کا یقین تھا وہ جب دیکھیں گے کہ مردے زندہ ہو کر قبروں سے نکل رہے ہیں تو ان کا علم الیقین اب عین الیقین کے درجہ پر پہنچ جائے گا وہ کہیں گے ھذا ما وعدنا الرحمٰن وصدق المرسلون۔ یہ وہی کچھ رونما ہو رہا ہے جس کا وعدہ خداوند رحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے بالکل سچ فرمایا تھا۔

[4] اس وقت زمین اپنی سرگزشت کھول کر بیان کرے گی گزشتہ دنیا میں جو حالات اور جو واقعات اس پر رونما ہوئے ہوں گے

کام اس پر کیے گئے، جن گناہوں کا اس پر ارتکاب کیا گیا سب کے سب یہ زمین بیان کرے گی۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر سامعین سے پوچھا جانتے ہو وہ خبریں کیسی ہوں گی۔ صحابہ نے جواب دیا اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ قال فان اخبارھا ان تشھد علی کل عبد او امۃ بما عمل علی ظھرھا۔ (ترمذی، نسائی) زمین ہر بندے اور ہر بندی کے متعلق گواہی دے گی کہ اس نے سطح زمین پر کیا کچھ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام کو ہدایت فرمایا کرتے تحفظوا من الارض فانھا امکم۔ وانہ لیس من احد عمل علیھا خیرا او شرا الا وھی مخبرۃ۔ کہ زمین سے اپنی حفاظت کیا کرو یہ تمہاری ماں ہے۔ جو کام بھی اس پر کوئی شخص کرے گا یہ اس کی اطلاع دے گی۔

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ بیت المال کا سب روپیہ حق داروں میں تقسیم کر دیتے۔ جب وہ خالی ہو جاتا تو اس میں دو نفل ادا کرتے اور پھر فرماتے اے بیت المال کے در و دیوار تمہیں گواہی دینی ہوگی کہ میں نے تمہیں حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کر دیا۔

آج سے کچھ عرصہ قبل جب یہ آیات تلاوت کی جاتیں تو کمزور ایمان والے لوگ ان کی مختلف تاویلات کرتے۔ اندھی بہری زمین کو کیا پتہ کہ اس پر کیا ہو رہا ہے بے جان در و دیوار کیا جانیں کہ ان کے احاطہ میں کیا کیا گل کھلائے جا رہے ہیں، ویرانوں اور تاریکیوں میں نیک و بد اعمال کی جو دنیا آباد رہی ان کا سراغ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے شکوک انہیں پریشان کیا کرتے لیکن سائنس کی محیر العقول ایجادات نے ان سب سوالات کا عملی جواب بہم پہنچا دیا ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور پھر ٹیپ ریکارڈر کی ایجاد نے ان تمام شکوک کا ازالہ کر دیا۔ جب ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہونے والی آواز آن واحد میں دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہے اور سنی بھی جا سکتی ہے۔ جب ٹیلی ویژن اسٹیشن پر پیش کیا جانے والا پروگرام اپنی تفصیلات کے ساتھ دور دور تک دیکھا جا سکتا ہے۔ مکانوں کی دیواریں قلعوں کی فصیلیں، اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے جنگلات ان تصاویر کو دیکھنے میں مانع نہیں ہو سکتے۔ جب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے ہر آواز کو اس کے لب و لہجہ اور زیر و بم کے ساتھ مقید کیا جا سکتا ہے اور جب کوئی چاہے انہیں بار بار سن سکتا ہے۔ اگر راڈار کی آنکھ ہزاروں میل دور اڑنے والے جہازوں کا سراغ لگا سکتی ہے تو اب اس بات میں کوئی شبہ نہ رہا کہ زمین کا ذرہ ذرہ ایک خاموش تماشائی کی طرح ہماری کارستانیوں کو دیکھ رہا ہے اور اس کا ریکارڈ مرتب کر رہا ہے۔ قیامت کے روز ہماری زندگی کی پوری فلم تفصیل سے ہمیں دکھا دی جائے گی، پھر کس میں یہ ہمت ہوگی کہ وہ ان چیزوں کا انکار کرے؟

قرآن کریم نے بڑی صراحت سے ان انتظامات کا تذکرہ کیا ہے جو قدرت کی طرف سے روز حساب کے فیصلوں کو عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق کرنے کے لیے کر دیے گئے ہیں۔ کراماً کاتبین موقع پر ہمارے نیک و بد اعمال کا تحریری ریکارڈ تیار کر رہے ہیں، ہمارے اعضا قیامت کے دن سلطانی گواہ کی حیثیت سے پیش کیے جائیں گے۔ ارشاد ہے الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون۔ (یٰسٓ) کہ آج ہم ان کے لبوں پر مہر لگا دیں گے۔ ان کے ہاتھ ہمارے ساتھ گفتگو کریں گے اور ان کے پاؤں ان پر گواہی دیں گے۔ اگر پھر بھی کسی نے اپنی غلطی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو اس کے سامنے اس کے ٹیپ ریکارڈ اور اس کی زندگی کی فلم پیش کر دی جائے گی۔

رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۵ؕ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا

آپ کے رب نے اسے (ایسا) حکم بھیجا ہے ۔ اس روز پلٹ کر آئیں گے لوگ گروہ در گروہ ۔ تاکہ انہیں دکھائے جائیں

اَعْمَالَهُمْ ۶ؕ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۷ؕ وَمَنْ

ان کے اعمال ۔ پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا ۔ اور جس نے

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۸

ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا ۔

۔ زمین کے شکم سے مُردوں کا زندہ ہو کر نکلنا یا زمین کا اپنی سرگزشت کو من وعن بیان کرنا از خود نہ ہو گا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ ایسا کرنے کا حکم دے گا۔

۔ دو لفظ ہیں وارد اور صادر ۔ وارد کہتے ہیں نیا آنے والا اور صادر کہتے ہیں لوٹ کر آنے والا۔ آیت کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں کہ لوگ حساب دہی کے بعد جب لوٹیں گے تو وہ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوں گے۔ نیک' نیکوں کے ساتھ' نمازی' نمازیوں کے ساتھ' نمازی' نمازیوں کے ساتھ اور ہمیشہ ۔ ۔ ۔ سے ۔ ۔ ۔ اسی طرح چور' چوروں کے ساتھ' گناہ گار' گناہ گاروں کے ساتھ' قاتل' قاتلوں کے ساتھ۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب قبروں سے نکل کر بارگاہِ الٰہی میں حساب کتاب کے لیے جا رہے ہوں گے تو اس وقت وہ جدا جدا ہو کر جائیں گے۔

۔ قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ انسان ایک ذمہ دار مخلوق ہے۔ جو اچھے یا برے کام یہ کرتا ہے اس کے لیے جواب دہ ہے۔ فرمایا افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف لوٹایا نہیں جائے گا۔ دوسری جگہ ہے ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنه مسئولا کہ تمہارے کان' آنکھیں اور تمہارا دل سب سے باز پرس کی جائے گی۔ اسی حقیقت کو یہاں بھی ایک نئے اسلوب میں بیان کیا جا رہا ہے کہ بڑے بڑے اعمال حسنہ یا افعال سیئہ کا تو کیا پوچھنا' اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ اصول طے پا چکا ہے کہ اگر ذرہ کے برابر کوئی نیکی کرے گا تو اسے معمولی سمجھ کر ضائع نہیں کر دیا جائے گا بلکہ اس کو خوب حفاظت سے رکھا جائے گا اور جس نے وہ نیکی کی تھی اس کو دکھا دیا جائے گا۔ اسی طرح معمولی سے معمولی گناہ کو بھی پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھا جائے گا اور اسے بدکار کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

اگر عقل سلیم ہو اور انسان غور اور سنجیدگی سے انہی آیات کو پڑھے تو اس کی ہدایت کے لیے مزید کسی وعظ و نصیحت کی ضرورت نہیں رہتی۔

ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ وعظ فرمائیے۔ حضور نے یہی سورت پڑھ کر اسے سُنادی سُن کر کہنے لگا والذی بعثک بالحق لا ازید علیہ ابداً کہ آپ کے رب کی قسم! مجھے اب اس سے زیادہ وعظ کی ضرورت نہیں رہی اور رخصت لے کر واپس جانے لگا۔ حضور نے دوبار فرمایا یہ شخص کامیاب ہو کر جا رہا ہے۔

بسااوقات انسان چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ بسااوقات انسان صغیرہ گناہوں کی پروا نہیں کرتا انہیں معمولی خیال کر کے ان کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ دونوں کو تنبیہ کر دی کہ ذرہ کے برابر اگر نیکی کرو گے تو اس کا بھی اجر ملے گا۔ ذرہ کے برابر اگر برائی کرو گے تو اس کی بھی سزا ملے گی۔ اس لیے نہ کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر اس کو ترک کرو اور نہ کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ ارشادات خاص توجہ کے مستحق ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ تعالیٰ الا الطیب۔ فان اللہ یقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہ کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل (متفق علیہ)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسب حلال سے ایک کھجور بھی صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کر کے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر اس کی نشوونما کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح بڑا ہو جاتا ہے۔ حضورؐ نے حضرت ابوہریرہ کو ارشاد فرمایا کہ کسی نیکی کو حقیر مت سمجھا کرو اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملا کرو۔

یہاں ایک چیز دل میں کھٹکتی ہے کہ جب یہ اصول تسلیم کر لیا گیا کہ ہر شخص کو اس کی ذرہ برابر نیکی کا اجر اور ذرہ برابر بدی کی سزا ملے گی تو کیا کفار نے جو نیک کام کیے ہیں انہیں قیامت کے دن ان کا ثواب ملے گا؟ یا نیک لوگوں نے جو گناہ کیے ہیں انہیں ان کی سزا بھگتنی ہو گی؟ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ کفار کے نیک اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بے وضو نماز ادا کرے۔ ان کے اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے ایمان شرط تھا، شرط کے مفقود ہونے کے باعث ان اعمال کی کوئی حقیقت نہیں ہو گی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ کفار کو ان کے نیک اعمال کی جزا اس دنیا میں دے دی جاتی ہے، عزت، شہرت، اولاد، دولت کی کثرت ان صورتوں میں ان کا حساب چکا دیا جاتا ہے۔ نہ قیامت پر ان کا ایمان تھا نہ انہوں نے اس نیت سے نیکیاں کی تھیں کہ انہیں اس روز اس کا ثواب ملے گا۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کی موت کفر پر ہو گی، خلود جہنم سے تو اس کو کوئی نیکی نہیں بچا سکے گی البتہ ان کے اعمال کا اثر عذاب کی شدت میں تخفیف کی صورت میں ظاہر ہو گا۔

وہ مومن جن سے خطائیں سرزد ہوئی ہوں گی تو ان کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص نے توبہ کر لی اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی۔ نامۂ اعمال سے بھی انہیں محو کر دیا جائے گا۔ فرشتوں کو بھی یاد نہ رہے گا کہ انہوں نے کیا جرم کیے تھے یا ان کی لغزشوں کی سزا انہیں دنیا میں بیماری، غربت اور ناکامی کی شکل میں دے دی جائے گی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر خدمت اقدس میں حاضر تھے اور کچھ کھا رہے تھے۔ یہ بات سُن کر کھانا چھوڑ دیا۔ عرض کیا کیا ہم اپنے تمام نیک و بد اعمال کو دیکھیں گے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

ما رأيت مما تكره فهو مثاقيل ذر الشر ويدخر لكم مثاقيل ذر الخير حتى تعطوه يوم القيامة۔ (قرطبی) اس دنیا میں جو تمہیں تکلیف پہنچتی ہے یہ تمہاری خطاؤں کا نتیجہ ہے اور تمہاری نیکیاں محفوظ رکھی جائیں گی اور قیامت کے دن تمہارے حوالے کر دی جائیں گی۔

○

ربنا اللهم ربنا نسألك ان تغفرلنا وترحمنا انك ارحم الراحمين بجاه حبيبك ونبيك
وصفيك محمد وعلى اله وصحبه ومن تبعه واحبه الى يوم الدين۔

○